وضعِ حدیث(تعارف، اسباب وکتب)

(Waḍ′-e-ḥadīth, Introduction, Reasons & Books)

* ارشد عزیز

ABSTRACT

To recognize the sayings of Holy Prophet (ﷺ), experts of Hadith have divided these into various kinds. From these kinds one is "Muzoo". Muzoo means false, untrue, forged hadith that is not saying of Holy Prophet (ﷺ) and the sayings of another person charged to the Holy Prophet PBUH .There are so many causes and signs of this forgery. The experts of hadith have informed the ummah about these causes and signs. In this wat they separated these forge sayings of the Holy Prophet. They wrote the books which consists on these fake hadiths to aware the people .With these efforts they performed a very important role in protection of Hadiths. Allah bless them the best reward.

For this purpose innitally the books have been written in Arabic language and after that in other languages. In Urdu language it is difficult for us to recommend a single book that covers all the aspects of this above emntioed topic. So it was requirement to write shortly and comprehensively and necessary to present the litreture review on those efforts which was done by *Muhadithein*.

Key Words: *Seerat,* Hadith*, Muzoo, Kinds of Hadith, Scope.*

یہ لغت میں وضع الشیء سے اسم مفعول ہے اور وضع کے معنی انحطاط، گراوٹ اور کمزوری کے ہیں کیونکہ ایسی روایت کا درجہ نہایت گرا اور گھٹا ہوا ہوتا ہے' اس لیے اس کا یہی نام رکھا گیا۔(1)

علی بن سلطان محمد القاری المعروف ملا علی قاری اپنی کتاب "مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" میں فرماتے ہیں

فالقسم الاول' وهو الطعن بکذب الراوی فی الحدیث النبوی هو الموضوع (2)

محدثین نے اصطلاحی مفہوم کے سلسلے میں موضوع کی تعریف اس طرح کی ہے

هو ما نسب الی الرسول صلی الله علیه وسلم اختلافا کذبا مما لم یقله وقال بعضهم هو المختلف الموضوع (3)

---

* پی ایچ ڈی سکالر، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، لیکچرار گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج میانوالی

راوی میں طعن کا سبب اگر نبی پاک ﷺ کی طرف سے کسی جھوٹی بات کی روایت ہو تو اس حدیث کو موضوع کہا جائے گا۔

فالخبر الموضوع هو المختلق المكذوب على رسول الله صلى الله عليه وسلم (4)

"حدیث موضوع اس حدیث کو کہا جاتا ہے جسے راوی نے اپنے پاس سے بنا کر آنحضور ﷺ کی طرف منسوب کر دیا ہو"۔

ابن جوزی کہتے ہیں:

وكل حديث رايته يخالف العقول او يناقض الاصول فاعلم انه موضوع (5)

"جس حدیث کے بارے میں دیکھو کہ عقل یا اصول مسلمہ کے خلاف ہے تو جان لو کہ وہ موضوعی ہے۔"

ڈاکٹر صبحی صالح حدیث موضوع کی تعریف نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"موضوع حدیث وہ ہے جسے کوئی جھوٹا آدمی گھڑ کر جھوٹ موٹ رسول اللہ کی جانب منسوب کر دے۔ یہ بناوٹ عام طور پر واضع کی طرف سے ہوتی ہے اور اس کے الفاظ اور سند بھی من گھڑت ہوتی ہے۔ کبھی ایسے واضعین اگر وضع حدیث کے لیے کوئی دوسرا سبب نہیں پاتے تو رسول اللہ تک کے لیے ایک جھوٹی سند گھڑ لیتے ہیں اور پھر آپؐ کی جانب کوئی ضرب المثل ،حکیمانہ اقوال یا کوئی اور جامع کلمہ منسوب کر دیا کرتے ہیں۔"(6)

وضاعین

وضاعین سے مراد ایسے لوگوں کا گروہ ہے جو احادیث کو وضع کریں گے۔اس گروہ سے متعلق نبی مکرم حضرت محمد ﷺ نے آگاہ فرمادیا تھا۔یہ گروہ جھوٹ اور جعلسازی کے ذریعے احادیث بنا کر نبی مکرم ﷺ سے منسوب کریں گے۔ کسی مسلمان نے یا اس کے آباواجداد نے ان احادیث کو نہیں سنا ہو گا۔ آپ ﷺ نے اس گروہ سے بچنے کا حکم فرمایا۔ان وضاعین کی مختلف اقسام ہوں گی، جن میں سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والے وہ واضعین ہوں گے جو زہد کے باب میں احادیث وضع کریں گے۔یہ لوگ اتنے سادہ ہوں گے کہ حدیث وضع کرنے پر ثواب کی امید رکھیں گے۔ عوام الناس ان کی ظاہری حالت کی بنا پر ان سے عقیدت اور محبت کریں گے اور ان کی احادیث کو قبول کریں گے۔یہ لوگ علم حدیث کے فن سے ناواقف ہوتے ہیں، اس لیے غلط احادیث بیان کرتے ہیں۔یہ لوگ صحیح احادیث کا علم نہیں رکھتے اس لیے یہ بغیر ارادے کے جھوٹ بولتے ہیں۔یہ عادل اور ضابط نہیں ہوتے بلکہ کمزور حافظہ کے مالک ہوتے ہیں۔

زیادہ توجہ اپنی عبادات کی طرف دیتے ہیں۔ یہ لوگ جہالت کی بنیاد پر جھوٹی روایات بیان کرتے ہیں۔ یہ لوگ اقرار کے پیرایہ میں حدیث کا انکار کریں گے۔ ان کی اس خرابی کو مٹانے کے لیے فن حدیث کے ماہرین اٹھیں گے اور ان کی مکاری سے لوگوں کو آگاہ کریں گے۔ (7)۔

موضوع کا حکم

حدیث کو وضع کرنے والا حضور ﷺ پر جھوٹ گھڑتا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے اوپر ارادے کے ساتھ جھوٹ بولنے والے کا ٹھکانہ جہنم کو قرار دیا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار (8)

جو کوئی مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔

محدثین نے تصریح فرمائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ گھڑنا بہت بڑا گناہ ہے نیز جھوٹ گھڑنے والا کذابین میں شامل ہے۔ امام بخاریؒ ایسے شخص کو سخت سزا دینے اور ایک لمبے عرصے تک جیل میں ڈالنے کی سزا تجویز کرتے ہیں ۔ ابن صلاح ایسی حدیث کو موضوع کہہ کر بیان کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ محدثین موضوع حدیث کے بیان کرنے کو حرام قرار دینے پر متفق ہیں۔ ہاں لوگوں کو آگاہ کرنے کے بعد موضوع حدیث کو بیان کیا جا سکتا ہے (9)۔

ڈاکٹر صبحی صالح لکھتے ہیں:

> ہم نے موضوع کو حدیث کی قسموں میں اس لیے شمار نہیں کیا کہ موضوع نفس الامر اور واقع میں حدیث نہیں ہوتی۔ البتہ اس کا واضع اس کو حدیث کے حکم میں شامل کرتا ہے ۔۔ موضوع روایت کے بارے میں جب ثابت کر دیا جائے کہ وہ موضوع ہے تو اسے حدیث نہیں کہہ سکتے۔ البتہ اثبات وضع سے پہلے بحث و تحقیق کے نتیجہ کے انتظار میں اس کو موضوع کہہ سکتے ہیں۔ بعد از تحقیق یا تو اس میں ضعف ثابت ہو جائے گا تو اس کو ضعیف حدیث کہیں گے اور ضعف کا سبب بیان کر دیا جائے گا یا اس کا موضوع ہونا واضح ہو جائے گا اور اس صورت میں وہ حدیث نہیں رہے گی۔ جب "حدیث موضوع" کا لفظ پڑھا یا سنا جائے تو اس میں حدیث کا لفظ ذکر کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کی نقل و روایت حرام ہے۔ (10)

امام نوویؒ واضع کا حکم بیان کرتے ہوئے صحیح مسلم کے مقدمے میں لکھتے ہیں

اگر کسی راوی نے ایک حدیث میں عمداً جھوٹ کا ارتکاب کیا تو وہ فاسق گردانا جائے گا اور اس کی جملہ مرویات مردود قرار دی جائیں گی اور اگر توبہ بھی کر لے تب بھی وہ ہمیشہ کے لیے مجروح قرار پائے گا اور اس کی روایت کو قبول نہیں کیا جائے گا۔(11)

وضع حدیث کا آغاز وارتقاء:

وضع حدیث کا آغاز 41 ھ میں ہوا۔ حضرت علیؓ کے دور خلافت میں مسلمانوں کی آپس کی لڑائیوں نے انہیں مختلف فرقوں میں تقسیم کر دیا۔ چنانچہ سب سے پہلے فضائل ومناقب کے باب میں وضع حدیث کا آغاز ہوا۔ اہل تشیع نے سب سے پہلے حضرت علیؓ کے فضائل میں احادیث وضع کرنا شروع کیں۔ اسے نہج البلاغہ کے شارح ابن ابی الحدید نے بھی تسلیم کیا ہے ۔ اس کے بعد اہل سنت میں سے جاہل لوگوں نے اہل تشیع کے مقابلے میں احادیث وضع کیں۔ عراق کی سرزمین موضوع احادیث کی آماجگاہ تھی۔(12)

بعض لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ وضع حدیث کا آغاز آپ ﷺ کے زمانے سے ہو چکا تھا، اسی لیے آپ ﷺ نے اپنے اوپر جھوٹ بولنے والے کا ٹھکانہ جہنم قرار دیا تھا۔ اس کی دلیل وہ روایت ہے جسے ابن عدی نے اپنی کتاب الکامل میں حضرت بریدہؓ سے روایت کیا ہے - (13)

وضع حدیث کے اسباب

1. سیاسی اختلافات

حضرت علیؓ کے دور میں مسلمانوں کے درمیان سیاسی اختلافات پیدا ہو گئے۔ ان اختلافات نے مذہبی رنگ اختیار کر لیا جس سے فرقہ سازی کی کافی حوصلہ افزائی ہوئی۔ مسلمان تین بڑے فرقوں اہل تشیع، اہل سنت اور خوارج میں تقسیم ہو گئے۔ ہر فرقہ اپنے موقف کو قرآن وسنت سے ثابت کرنے کے لیے دلائل کو تلاش کرنے لگ گیا۔ بعض نے قرآن مجید کی من پسند تفسیر کی تو بعض فرقے احادیث کی غلط تشریح کرنے لگ گئے۔ قرآن چونکہ سینوں میں محفوظ تھا اور مسلمان اس کی روایت و تلاوت میں مصروف تھے، اس لیے قرآن کو وضع کرنا مشکل تھا۔ لیکن بعض فرقوں نے اپنے افکار وآراء کی تائید میں احادیث وضع کیں۔ کسی نے اہل بیت کے حق میں، کسی نے خلفاء بنو امیہ اور خلفاء بنو عباس کے حق میں احادیث وضع کیں۔ صرف حضرت علیؓ اور اہل بیت کے فضائل میں تین لاکھ احادیث وضع کی گئیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ خوارج نے احادیث وضع نہیں کیں۔

ڈاکٹر مصطفی سباعی لکھتے ہیں

بہت زیادہ تلاش کے باوجود مجھے ایک حدیث بھی ایسی نہیں ملی جس کو خوارج نے وضع کیا ہو۔اسی طرح موضوعات پر مشتمل کتب میں ایک خارجی کا نام نہیں ملا جسے کذاب اور وضاع قرار دیا گیا ہو۔(14)۔

2. مسلک کا دفاع

اہل بدعت کسی نظریہ کو اختیار کرتے تو اس کی تائید میں حدیث وضع کر لیتے۔ان میں وہ فقہاء بھی شامل ہیں جو جھوٹی احادیث وضع کر کے اپنے مسلک کا دفاع کرتے۔ایسے فقہاء زیادہ تر اس مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں جو قیاس اور رائے کو خاص اہمیت دیتے تھے۔ان فقہاء کی تصنیفات موضوع احادیث کا مجموعہ ہیں۔ان کتابوں میں انہوں نے اپنے قیاسات اور احادیث کو باہم خلط ملط کر دیا ہے۔بعض مقامات پر یہ اپنے قیاسات کو نبی ﷺ کی جانب منسوب کر دیتے ہیں۔کچھ احادیث ان کی اپنی وضع کردہ ہیں اور کچھ احادیث وضاعین نے ان کی خدمت اور تائید کے لیے وضع کی ہیں ۔ایسی احادیث کا متن اقوال فقہاء سے قریب تر معلوم ہوتا ہے۔نیز وہ ایسی احادیث کی سند بھی بیان نہیں کرتے۔

3. زندقہ

وضع حدیث کا ایک اہم سبب زندقہ بھی ہے۔زندقہ سے مراد یہ ہے کہ اسلام کو ایک دین و مذہب اور ریاست وحکومت کے اعتبار سے ناپسندیدگی اور حقارت کی نظر سے دیکھا جائے۔زنادقہ نے دین حنیف میں تبدیلی کرنے،اہل دانش کی نظر میں اسلام کی وقعت کو کم کرنے اور عوام کے عقائد کو انتہائی پست اور مضحکہ خیز سطح پر لانے کے لئے احادیث وضع کیں۔زنادقہ نے عقائد واخلاق، حلال وحرام اور طب سے متعلق چودہ ہزار احادیث وضع کی ہیں۔ان کے مشہور وضاعین میں عبد الکریم بن ابی العوجاء، بیان بن سمعان مہدی اور محمد بن سعید مصلوب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

بنو عباس کے بعض خلفاء نے جب زنادقہ سے سیاسی خطرہ محسوس کیا تو انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ خلیفہ مہدی نے ان کی تعذیب و تادیب کے لیے ایک خاص محکمہ قائم کیا۔اس نے ان کے ٹھکانوں کو تلاش کیا اور ان کو گرفتار کیا۔ خلیفہ مہدی کے سامنے ایک زندیق نے سو احادیث وضع کرنے کا اعتراف کیا جو عوام الناس میں موجود تھیں۔اسی طرح مشہور زندیق عبد الکریم العوجاء نے اپنے قتل کے وقت چار سو احادیث وضع کرنے کا اعتراف کیا۔ان احادیث میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دیا گیا ہے۔ نمونے کے طور پر ان کی چند احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔مثلاً یہ حدیث کہ "جب اللہ نے حروف کو پیدا کیا تو "ب" سجدہ ریز ہو گئی اور "الف" کھڑا رہا۔ اسی طرح یہ حدیث کہ "بینگن ہر مرض کی دوا ہے"۔یہ حدیث بھی کہ "خوبصورت چہرے کی جانب دیکھنا عبادت ہے۔" وغیرہ وغیرہ۔

4. مختلف قسم کے تعصبات

وضع حدیث کا ایک اہم سبب اپنی قوم، زبان، وطن یا فقہی مسلک کے کسی امام کی طرف رجحان اور جانب داری بھی تھا۔ مثال کے طور پر فرقہ شعوبیہ (جو عربوں کا مخالف تھا) نے یہ حدیث وضع کی کہ جب اللہ تعالی ناراض ہوتے ہیں تو عربی میں وحی نازل کرتے ہیں اور جب خوش ہوتے ہیں تو فارسی میں وحی نازل کرتے ہیں۔ اسی طرح امام ابو حنیفہؒ کی تعریف میں اور امام شافعیؒ کے خلاف احادیث وضع کی گئیں۔ مثال کے طور پر یہ حدیث کہ میری امت میں ایک شخص ابو حنیفہ نامی پیدا ہو گا وہ میری امت کا چراغ ہو گا۔ اور یہ حدیث کہ میری امت میں ایک شخص پیدا ہو گا جسے محمد بن ادریس کہا جائے گا۔ وہ میری امت کے حق میں ابلیس سے بھی زیادہ ضرر رساں ہو گا۔(15)

5. قصہ گوئی اور وعظ و نصیحت

وعظ گوئی کا پیشہ افسانے سنانے والے لوگوں نے اختیار کر رکھا تھا۔ ان میں ذرا بھی خوف خدا موجود نہیں تھا۔ یہ چاہتے تھے کہ لوگ ان کے وعظ کو سن کر جھومنے لگ جائیں یا دھاڑیں مار مار کر روتے رہیں اور واہ واہ کر کے ان کو خوب داد دیں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے یہ احادیث وضع کرتے، جھوٹے اور من گھڑت قصے لوگوں کو سناتے۔ اپنی علمی نمائش کرنے والے واعظین نے مختلف اسناد یاد کی ہوتی تھیں یہ احادیث وضع کرنے کے بعد ان کے ساتھ کوئی سند لگا دیتے۔ مشہور محدث ابن قتیبہ اپنی کتاب ''تاویل مختلف الحدیث'' میں لکھتے ہیں:

> وضع حدیث کا دوسرا سبب افسانہ گو قسم کے لوگ تھے۔ وہ عوام کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتے تھے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے جھوٹی اور منکر حدیثیں ان کو یاد ہوتی تھیں لوگوں میں خوب پھیلاتے تھے۔ عوام الناس کی یہ عادت ہے کہ جب تک ان کو عجیب و غریب خارج از عقل اور دل میں سوز و گداز پیدا کرنے والی احادیث سنائی جاتی رہیں وہ جم کر بیٹھے رہتے ہیں۔(16)

6. فقہی و کلامی اختلافات

فقہی و کلامی مذاہب کے بعض جاہل اور فاسق پیروکاروں نے اپنے مذہب کی حمایت میں جھوٹی احادیث وضع کیں۔ مثلا جو نماز میں رفع یدین کرے تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اسی طرح یہ حدیث جس نے کہا قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہو گیا۔

7. جہالت کے باوجود نیکی کی رغبت

ڈاکٹر مصطفی سباعی اس سبب کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

بہت سے نیک لوگوں نے اجر وثواب کی امید کے ساتھ ترغیب وترھیب سے متعلق احادیث وضع کی ہیں۔ اس وضع حدیث کو تقرب الٰہی کا سبب اور ایک عظیم دینی خدمت تصور کرتے تھے کہ جس سے انسان میں طاعات وعبادات کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ جب علماء ان کے اس رویہ پر تنقید کرتے اور ان کو حضورؐ کی یہ حدیث سناتے کہ جس نے مجھ پر دانستہ جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ تو وہ کہتے کہ ہم آپ پر جھوٹ نہیں باندھتے بلکہ آپ کے لیے جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ سب جہالت، خواہش پرستی اور غفلت کی کرشمہ سازی تھی۔ اس سلسلہ میں جو حدیثیں انہوں نے وضع کیں اس کی مثال وہ احادیث ہیں جو انہوں نے قرآن کریم کی جداگانہ سورتوں کے بارے میں وضع کیں۔ مشہور وضاع نوح بن ابی مریم نے خود اس بات کا اعتراف کیا تھا۔ وہ اس کی وجہ یہ بیان کیا کرتا تھا کہ چونکہ لوگوں نے امام ابو حنیفہ کی فقہ اور ابن اسحاق کی مغازی میں منہمک ہو کر قرآن کو چھوڑ دیا تھا، اس لیے قرآن کا ذوق شوق پیدا کرنے کے لیے میں نے سورتوں کے فضائل میں حدیثیں وضع کی ہیں۔(17)

8. سلاطین وامرا کی خوشنودی

ڈاکٹر صبحی صالح وضع حدیث کے اس سبب کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

موضوعات کی بدترین قسم وہ احادیث ہیں جن کو علماء سوہر زمانے میں برسر اقتدار طبقہ کی مدح وثنا میں حصول تقرب اور عزوجاہ کے لیے وضع کرتے رہے ہیں۔ غیاث بن ابراہیم نخعی کوفی نے اسی طرح کیا تھا۔ ایک دفعہ وہ عباسی خلیفہ مہدی کے دربار میں حاضر ہوا۔ مہدی نے ایک کبوتر پال رکھا تھا اور اس کے ساتھ تفریح طبع کیا کرتا تھا۔(18)

ڈاکٹر مصطفی سباعی لکھتے ہیں:

اس ضمن میں یہ واقعہ مشہور ہے کہ خلیفہ مہدی عباسی کبوتر سے کھیل رہا تھا کہ غیاث بن ابراہیم داخل ہوا۔ یہ دیکھ کر اس نے خلیفہ کو خوش کرنے کے لیے معروف حدیث **لاسبق الا فی نصل او حافر** مقابلہ صرف تیر چلانے یا گھوڑا دوڑانے میں جائز ہے میں او جناح (یا پرندوں کا مقابلہ) کا لفظ بڑھا دیا۔ خلیفہ مہدی نے غیاث کو دس ہزار درہم انعام دیا۔ جب وہ چلا گیا تو خلیفہ نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ تیری گدی ایک مفتری علی الرسول کی گدی ہے۔ اس نے کبوتر کو ذبح کرنے کا حکم دے دیا۔(19)

9. متفرق اسباب

ان کے علاوہ وضع حدیث کے اسباب و محرکات میں لوگوں کے سامنے متن و سند کے اعتبار سے نادر اور انوکھی حدیث پیش کرنا، کسی فتوٰی کی تائید کے لیے، کسی خاص گروہ سے انتقام لینے کے لیے، کسی خاص قسم کے کھانے خوشبو یا لباس کو ترویج دینے کے لیے احادیث وضع کرنا شامل ہے(20)۔

موضوع احادیث کی پہچان کے اصول و قواعد

موضوع احادیث کو پہچاننے کے لیے محدثین نے اصول اور قواعد مقرر کیے ہیں۔ یہ بہت زیادہ ہیں ہم ان میں سے چند کا ذکر کریں گے۔ واضع خود اعتراف کرے کہ اس نے حدیثیں وضع کی ہیں۔ جیسا کہ ابو عصمہ نوح بن ابی مریم (جو نوح الجامع کے لقب سے مشہور تھا) نے اعتراف کیا تھا کہ اس نے قرآن کریم کی الگ الگ سورتوں کے فضائل میں حدیثیں وضع کر کے ان کو عبد اللہ ابن عباسؓ کی جانب منسوب کیا ہے۔(21)

استاذ محمد ابو زہو مصری نے موضوع حدیث کی پہچان کے لیے درج ذیل قواعد بیان کیے ہیں:

ایک یہ کہ راوی میں کوئی علامت ایسی پائی جاتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جھوٹی حدیث بیان کر رہا ہے۔ مثلاً امام حاکم سیف بن عمرو تمیمی سے نقل کرتے ہیں کہ میں سعد بن ظریف کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اسی اثناء میں سعد کا بیٹا مدرسہ سے روتا ہوا آیا سعد نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا مجھے معلم نے پیٹا ہے۔ سعد کہنے لگا میں آج معلمین کے طبقہ کو رسوا کر کے چھوڑوں گا۔ مجھے عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً یہ حدیث سنائی کہ تمہارے بچوں کے استاد بدترین مخلوق ہیں وہ یتیم پر بہت کم رحم کرتے اور مسکین پر بڑے سخت ہیں۔

بعض اوقات نحو کے اعتبار سے یا معنی مفہوم کے لحاظ سے حدیث میں کوئی خرابی نظر آئے۔ مثلاً یہ کہ حدیث رکیک المعنی ہو یا اس کے الفاظ و معانی دونوں رکیک اور گھٹیا و ادنی قسم کے ہوں۔ یہ حدیث اس معنی میں موضوع ٹھہرے گی جب راوی اس بات کا دعوی کرے کہ جو حدیث اس نے روایت کی ہے وہ آنحضورؐ کے الفاظ پر مشتمل ہے۔ اندریں صورت راوی جھوٹا ہو گا۔ اس لیے کہ نبی اکرمؐ افصح العرب تھے اور ایسے الفاظ ارشاد نہیں فرما سکتے۔ اندریں صورت لفظی رکاکت ہی سے حدیث کا موضوع ہونا ثابت ہو جائے گا۔ معنوی رکاکت کی مثال یہ موضوع حدیث ہے۔ "مرغ کو گالی نہ دو کہ وہ میرا دوست ہے"۔ اسی قسم کی موضوع حدیث یہ ہے کہ "سفید مرغا جس کے سر پر کلغی ہو میرا دوست ہے اور میرا دوست جبریل کا دوست ہے"۔ یہ حدیث بھی موضوع ہے "اگر چاول آدمی ہوتے تو بڑے بردبار ہوتے"۔

حدیث کے موضوع ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ خلاف عقل ہو اور اس کی کوئی تاویل ممکن نہ ہو یا مشاہدہ کے خلاف ہو۔ خلاف عقل کی مثال یہ ہے کہ کوئی حدیث جمع بین الضدین پر مشتمل ہو یا اس میں خالق و صانع کی نفی کی گئی ہو۔ اس لیے کہ شریعت کی کوئی بات عقل کے منافی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً یہ حدیث کہ اللہ تعالی نے گھوڑے کو پیدا کیا اور اسے بھگایا تو اسے پسینہ آ گیا اور اللہ تعالی نے اپنے آپ کو اس پسینہ سے پیدا کیا۔ ظاہر ہے ایسی بات کوئی عقلمند نہیں کہہ سکتا۔ خلاف مشاہدہ کی مثال یہ حدیث ہے کہ بینگن ہر مرض کی شفا ہے۔ یہ باطل ہے کیونکہ تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ بینگن کھانے سے مرض میں اضافہ ہوتا ہے۔

موضوع حدیث کی ایک علامت یہ ہے کہ قرآن کی قطعی دلالت یا سنت متواترہ یا اجماع قطعی کے خلاف ہو اور جمع و تطبیق کا کوئی امکان نہ ہو۔ اسی لیے علماء نے اس حدیث کو موضع قرار دیا ہے جس میں مذکور ہے کہ دنیا عمر سات برس باقی رگئی ہے۔ یہ حدیث مندرجہ ذیل آیت کے خلاف ہے۔

> یسئلونک عن الساعة ایان مرسٰها قل انما علمها عند ربی لا یجلیها لوقتها الا هو (الاعراف،۷:۱۸۷)۔
>
> آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ وہ کب قائم ہو گی آپ کہہ دیجیے کہ اس کا علم میرے رب کے پاس ہے۔ اس کو اس وقت پر صرف وہی برپا کرے گا۔

علماء نے اس حدیث کو باطل قرار دیا ہے کہ زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد جنت میں نہیں جائے گی۔ اس لیے کہ یہ اس قرآنی آیت کے خلاف ہے۔

> ولاتزروازرۃوزراخریٰ(فاطر18:35)۔
>
> اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

اسی طرح علماء نے ان احادیث کو بھی موضوع قرار دیا ہے جو سنت متواترہ اور اجماع قطعی کے خلاف ہوں۔ مثلاً وہ احادیث جن سے مستفاد ہوتا ہے کہ جس شخص کا نام احمد یا محمد ہو وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ اس لیے کہ یہ بدیہی بات ہے کہ لقب یا اسم کی بنا پر دوزخ سے نجات حاصل نہیں کی جا سکتی، بلکہ صرف عمل ہی ایک ایسی چیز ہے جو دوزخ سے بچا سکتی ہے۔

موضوع حدیث کی ایک علامت یہ ہے کہ اس مبالغہ آمیزی سے پاک ہو جس سے کلام رسول کو کوئی مناسبت نہیں ہو سکتی۔ مثلاً یہ حدیث کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے، اللہ تعالی اس کلمہ سے ایک پرندہ پیدا کرتا ہے جس کی ستر ہزار زبانیں ہوتی ہیں۔ ہر زبان ستر لاکھ بولیاں بولتی ہے اور ان سے اس شخص کے لیے مغفرت کی دعا کی جاتی ہے۔'' اسی قسم

کی ایک حدیث یہ ہے کہ "جو شخص حلال غسل جنابت کرے اللہ تعالی اس کو سفید موتی سے بنا ہوا ایک محل عطا کرے گا اور ہر قطرہ کے عوض ہزار شہید کا اجر و ثواب دے گا"۔

حدیث کے جھوٹے ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ حدیث کسی ایسے معاملہ سے متعلق ہو جس کی نقل و اشاعت کے محرکات بہت ہوں یا حدیث میں مذکور واقعہ سے پتہ چلتا ہو کہ وہ صحابہ کے عظیم اجتماع میں پیش آیا۔ اس کے باوجود وہ مشہور نہ ہو اور صرف چند راوی اس کی روایت کریں۔ مثلا یہ دعوی کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کو غدیر خم کے مقام پر خلافت عطا کی جب کہ آپ حجۃ الوداع سے تشریف لا رہے تھے۔ اس واقعہ میں ایک لاکھ سے زیادہ لوگ موجود تھے۔ یہ موضوع حدیث ہے۔

حدیث کے موضوع ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ حکمت و منطق کے تقاضا کے خلاف ہو۔ مثلا یہ حدیث کہ "ترکوں کا ظلم منظور ہے اور عربوں کا عدل بھی مقبول نہیں"۔ اس لیے کہ ظلم بہر صورت مذموم اور عدل ہر حالت میں پسندیدہ ہے۔

وضع حدیث کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ حدیث کا راوی باطل فرقے سے ہو اور اپنے خود ساختہ عقائد کو تقویت دینے کے لیے حدیث وضع کرے۔

کسی حدیث کے باطل ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ وہ صحیح تاریخ کے معارض ہو مثلا اہل خیبر سے جزیہ وضع کرنے کی حدیث جس میں حدیث کو وضع کرنے والے حضرت سعد بن معاذؓ کی شہادت کو بھی شامل کر دیا ہے۔ اس لیے کہ حضرت سعد بن معاذؓ نے غزوہ خندق کے موقع پر ۵ھ میں غزوہ خیبر کے واقعہ سے قبل وفات پائی تھی۔ مزید بر آن غزوہ خیبر کے موقع پر جزیہ رائج نہیں کیا گیا تھا بخلاف ازیں صحابہ جزیہ سے غزوہ تبوک کے بعد آشنا ہوئے۔

وضع حدیث کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس کے راویوں میں سے کسی ایک کا دعوی ہو کہ اس نے عام لوگوں سے بہت زیادہ عمر پائی ہے یہاں تک کہ وہ ان لوگوں سے بھی مل چکا ہے جو عرصہ دراز پہلے گزر چکے ہیں اور ان سے استفادہ بھی کیا ہے۔ مثلا وہ احادیث جن کو رتن ہندی نے اس دعوی کے ساتھ روایت کیا ہے کہ وہ آنحضرتؐ سے مل چکا ہے۔ حالانکہ وہ چھٹی صدی ہجری کے بعد معرض ظہور میں آیا۔ بعض جہلا اس زعم باطل میں مبتلا ہیں کہ رتن ہندی سرور کائنات سے ملا تھا۔ اس نے آپؐ سے حدیثیں سنیں اور حضورؐ نے اس کے لیے دعا فرمائی تھی کہ خدا تجھے آباد رکھے۔ حالانکہ ائمہ احادیث کے نزدیک اس کی کوئی اصل نہیں۔ اس لیے کہ جو صحابہ آنحضورؐ سے مل چکے تھے ان میں سے کوئی بھی پچانوے برس سے زیادہ نہیں جیا سوائے ابو طفیل کے۔ وہ سب صحابہؓ کے بعد فوت ہوئے لوگ ان کی وفات پر روتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ آخری صحابی تھے جس نے آنحضورؐ سے ملاقات کی تھی۔

بعض صوفیاء کا یہ دعوی بھی حدیث کے موضوع ہونے کی دلیل ہے کہ اس نے کشف یا رویا کے کے طریقہ سے آنحضور سے حدیثیں اخذ کی ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس حدیث کی کوئی صحیح اور متصل سند نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ علمائے دین کے نزدیک یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ رؤیا اور کشف سے کسی شرعی حقیقت کا اثبات نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ رؤیا اور کشف پر آمیزش اور عدم ضبط کا غلبہ ہوتا ہے۔ کسی چیز کی دین کی جانب نسبت بغیر اس کے کہ کتاب و سنت کی کسی دلیل سے اس کا اثبات ہوتا ہو بدترین قسم کی بدعت ہے۔ یہ زعم باطل ہے اس کو رد کرنا ضروری ہے۔

حدیث میں معمولی سی بات پر بہت زیادہ اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا ہو۔ یا معمولی سی بات پر شدید سزا کی دھمکی دی گئی ہو۔ مثلا کسی مستحب فعل کے انجام دینے اور مکروہ کے ترک کرنے پر ابدی جنت اور حور العین کی رفاقت و معیت کا وعدہ۔ یا کسی مستحب کام کو چھوڑنے یا مکروہ فعل انجام دینے پر ابدی جہنم اور غضب خداوندی کی وعید۔ افسانہ گو قسم کے لوگ عوام کے دلوں کو موہ لینے اور اپنی طرف مائل کرنے کے لیے ایسی حدیثوں کے بہت مشتاق ہوا کرتے۔(22)

علامہ شبلی نعمانی نے اپنی کتاب سیرۃ النبیؐ کے مقدمے میں حدیث کے نامعتبر ہونے سے متعلق ان چند اصولوں کا خلاصہ بیان کیا ہے جو ملا علی قاریؒ نے موضوعات کے خاتمہ پر بیان کیے ہیں۔ ہم ان میں سے وہ اصول ذکر کرتے ہیں جو اوپر بیان نہیں ہوئے۔

(1) جس حدیث میں فضول باتیں ہوں جو رسول اللہ کی زبان سے نہیں نکل سکتیں۔

(2) وہ حدیث جو صریح حدیثوں کے مخالف ہو۔

(3) وہ حدیث جو واقعہ کے خلاف ہو مثلا دھوپ میں رکھے ہوئے پانی سے غسل نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے۔

(4) وہ حدیث جو انبیاء کے کلام سے مشابہت نہ رکھتی ہو۔ مثلا یہ حدیث کہ تین چیزیں نظر کو ترقی دیتی ہیں سبزہ زار، آب رواں، خوبصورت چہرہ کا دیکھنا۔

(5) وہ حدیثیں جن میں آئندہ واقعات کی پیشین گوئی بقید تاریخ مذکور ہوتی ہے مثلا یہ کہ فلاں سنہ اور فلاں تاریخ میں یہ واقعہ پیش آئے گا۔

(6) وہ حدیثیں جو طبیبوں کے کلام سے مشابہ ہیں۔ مثلا یہ کہ ہریسہ کے کھانے سے قوت آتی ہے یا یہ کہ مسلمان شیریں ہوتا ہے اور شیرینی پسند کرتا ہے۔

(7) وہ حدیث جس کے غلط ہونے کے دلائل موجود ہوں مثلا عوج بن عنق کا قد تین ہزار گز کا تھا۔

(8) وہ حدیثیں جو خضر علیہ السلام سے متعلق ہیں۔ ان اصولوں سے محدثین نے اکثر جگہ کام لیا اور ان کی بنا پر بہت سی روایتیں رد کر دیں(23)۔

وضع حدیث کے مقابلے میں محدثین کی مساعی جمیلہ

اس دور میں جب حدیثیں وضع کی جارہی تھیں اللہ تعالی نے حفاظ ونقاد حدیث پر مشتمل ایک جماعت سے حدیث کی حفاظت اور دفاع کا کام لیا۔ان محدثین نے حق اور باطل کو واضح کرنے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کیں۔ ان علماء نے حدیث کے راویوں کے مقام ومرتبہ کا تعین کیا اور ان کو اس تعریف یا مذمت والا لقب دیا جس کے وہ مستحق تھے۔ چنانچہ اللہ تعالی کے دین میں انہوں نے کسی رعایت لحاظ نہیں کیا۔وہ واضح طور پر کہہ دیتے ہیں کہ فلاں راوی ثقہ ہے، فلاں ضعیف اور فلاں کی روایت قبول کرنے میں حرج نہیں اور اسی قسم کے دوسرے القاب جو رواۃ حدیث کی عظمت وثقاہت یا ان کے ضعف وسقوط کی علامت ہیں(24)۔

علماء صحابہ وتابعین نے صرف اسی حدیث کو قبول کیا جس کے راویوں کی عدالت وثقاہت سے وہ خود آشنا تھے۔ محدثین نے تحصیل حدیث کے لیے دور دراز کے سفر کیے،ایک ایک حدیث کے لیے کئی کئی شب وروز تک سفر کیے۔ ماہرین فن حدٰیث نے راویان حدیث کے حالات زندگی،ان کی سیرت اور تاریخ کا مطالعہ کیا۔ان کے ظاہری اور باطنی امور کا جائزہ لیا،راویوں پر نقد وجرح کی۔ محدثین نے قواعد وضوابط وضع کیے کہ کن راویوں کی حدیثیں اس قابل ہیں کہ ان کو ضبط تحریر میں لایا جائے اور کن کی حدیثیں اس قابل نہیں۔ایسے شخص کو کافر یا واجب القتل اور اس کی حدیث کی روایت ناقابل قبول اور حرام قرار دیا گیا جو نبی اکرم پر جھوٹ گھڑتا ہو۔اصول حدیث کے ذریعے احادیث کو متواتر، مشہور، مقطوع وغیرہ اقسام میں تقسیم کیا گیا۔حدیث موضوع کو پہچاننے کے لیے علامات بیان کی گئیں۔(1)علامات فی السند(2)علامات فی المتن(25)۔

علمائے حدیث نے حدیث نبویؐ کی تدوین میں حد درجہ عرق ریزی اور جانفشانی سے کام لیا۔محدثین میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس نے حدیث کی کوئی کتاب مرتب نہ کی ہو۔غرض علماء نے ہر ممکن طریقہ سے واضعین حدیث کا مقابلہ کیا اور ان کے لیے وضع حدیث کے تمام راستے بند کردیے۔ محدثین نے دو طریقے اختیار کیے۔

(1) نظری طریقہ:

اس کا مطلب یہ ہے کہ علماء نے ایسے قواعد بنائے جن سے وضع حدیث کا پتہ چل جاتا ہے۔علماء حدیث نے ایسی علامات مقرر کیں جن سے شک وشبہ کے بغیر موضوع حدیث کو پہچانا جاسکتا ہے۔

(2) عملی طریقہ:

دوسرا طریقہ عملی تھاوہ یہ کہ انہوں نے واضعین کے نام بتائے اور عام طور پر لوگوں کو ان سے آگاہ کیا۔ دوسری طرف ان احادیث پر روشنی ڈالی جو انہوں نے وضع کی تھیں۔ اس ضمن میں "کتب الموضوعات" کے عنوان سے کتابیں لکھیں(26)۔

احادیث موضوعہ پر مشتمل کتب کا تعارف

1. تذکرۃ الموضوعات

یہ ابو الفضل محمد بن طاہر مقدسی کی کتاب ہے، جن کی پیدائش 448ھ اور وفات 507ھ میں ہوئی۔ مصنف نے حروف تہجی پر اس کو مرتب کیا ہے۔ اس میں حدیث کے علاوہ اس راوی کو ذکر کیا گیا ہے جس کو ائمہ فن نے مجروح قرار دیا ہے۔ مصر میں 1323ھ میں طبع ہو چکی ہے(27)۔ مصنف نے اس میں وہ تمام احادیث جمع کر دی ہیں جن کو کذاب، مجروح، ضعیف اور متروک راویوں نے روایت کیا ہے(28)۔

2. کتاب الاباطیل

یہ ابو عبد اللہ حسن بن ابراہیم ہمدانی جوزقی کی کتاب ہے۔ جوزقی کی نسبت جوزقان کی جانب ہے جو ہمدان کے نواح میں ایک بستی کا نام ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ یہ کتاب احادیث موضوعہ اور ضعیفہ پر مشتمل ہے۔ اس میں اوہام پائے جاتے ہیں۔ مصنف نے احادیث ضعیفہ کا بطلان ثابت کیا ہے۔ اس لیے وہ احادیث صحیحہ کے خلاف ہیں۔ ان کی وفات 543ھ (بمطابق 1148م) میں ہوئی۔(29) اس کا نام **"اباطیل والمناکیر والصحاح والمشاہیر"** بھی بیان کیا گیا ہے۔(30)

3. الموضوعات الکبری

یہ ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد ابن الجوزی کی کتاب ہے، جو ابن الجوزی کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ مصنف نے سہل انگاری سے کام لیتے ہوئے صحیح، حسن، ضعیف، وغیرہ تمام اقسام کی احادیث اس میں شامل کر دی ہیں(31)۔

ڈاکٹر مصطفی سباعی لکھتے ہیں:

> جن احادیث کو موضوع قرار دیا گیا ہے، وہ تمام ابن الجوزی نے اس کتاب میں جمع کر دی ہیں۔ وہ کتب صحاح میں مندرج کیوں نہ ہوں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابن جوزی کہتے ہیں کہ بخاری میں ایک حدیث موضوع ہے۔ مسلم میں دو احادیث موضوع ہیں۔ مسند احمد میں اڑتیس احادیث

موضوع ہیں۔ سنن ابی داود میں نو احادیث، جامع ترمذی میں تیس احادیث، نسائی میں دس احادیث، سنن ابن ماجہ میں تیس احادیث اور مستدرک حاکم میں ساٹھ احادیث موضوع ہیں۔ علماء نے ابن جوزی کی ذکر کردہ اکثر موضوعات کو برقرار رکھا ہے اور بہت کم احادیث میں ان کی مخالفت کی ہے۔ خصوصاً انہوں نے صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مسند احمد میں درج احادیث کے موضوع ہونے کی تردید کی ہے (32)۔

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں ابن الجوزی نے متعدد حسن و قوی احادیث کو اس میں شامل کر دیا ہے۔ میں نے سید احمد بن ابی المجد کی یہ تحریر نقل کی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں: ابن جوزی نے خوب کیا کہ مخالف عقل و نقل احادیث کو موضوعات میں شامل کر دیا مگر آپ کا یہ اقدام مناسب نہیں کہ جس حدیث کے بارے میں کسی نے کہا کہ وہ ضعیف ہے یا قوی نہیں یا نرم ہے تو صرف ان الفاظ کی بنا پر اس حدیث کو موضوع ٹھہرایا، حالانکہ قلب وضمیر ایسی حدیث کے بطلان کی شہادت نہیں دیتا۔ اس پر مزید یہ کہ وہ حدیث کتاب و سنت اور اجماع امت کے معارض بھی نہیں۔ یہ حد سے تجاوز کرنے والی بات اور مبالغہ آمیزی پر مبنی ہے (33)۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں ابن الجوزی نے اپنی کتاب میں جو احادیث شامل کی ہیں، ان میں سے اکثر موضوع ہیں ابن الجوزی کی شامل کی گئی جن احادیث پر تنقید کی گئی ہے وہ غیر منتقد احادیث کے مقابلہ میں نہایت کم ہیں۔ اس کتاب کا ضرر رساں پہلو یہ ہے کہ جو حدیث موضوع نہیں اس کو موضوع تصور کیا جا سکتا ہے۔ مستدرک حاکم میں جو ضرر ہے وہ اس کے برعکس ہے، یعنی مستدرک کا قاری بعض اوقات ایسی حدیث کو صحیح سمجھ لے گا جو دراصل صحیح نہیں۔ موضوعات ابن الجوزی اور مستدرک حاکم دونوں محتاج تنقید ہیں (34)۔

ڈاکٹر صبحی صالح لکھتے ہیں کہ احادیث موضوعہ کے بیان میں ابوالفرج ابن الجوزی متوفی 597ھ کی کتاب الموضوعات سب سے زیادہ مشہور ہے۔ یہ کتاب زیادہ تر محدث جوز قانی کی کتاب الاباطیل سے ماخوذ ہے۔ جوز قانی کا اسلوب و انداز یہ ہے کہ جو حدیث بھی فعلاً یا ترکاً سنت نبویہ کے خلاف ہو وہ اس کو موضوع قرار دیتے ہیں۔ چونکہ ابن جوزی نے زیادہ تر جوز قانی کا اتباع کیا ہے، اس لئے ان سے بھی وہی غلطیاں ہوئیں جن کے مرتکب جوز قانی ہو چکے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابن جوزی نے بعض احادیث صحیحہ اور حسن کے بارے میں بھی موضوع ہونے کا فیصلہ صادر کر دیا ہے۔

ابن الجوزی نے کتاب الموضوعات میں مسند احمد کی چوبیس احادیث کو موضوع قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب **القول المسدد فی الذب عن المسند** میں اس کی تردید کی ہے اور امام احمد کی جانب سے دفاع کی کوشش کی ہے۔ امام سیوطیؒ نے حافظ ابن حجر کی کتاب کا جو ضمیمہ مرتب کیا ہے اس میں لکھا ہے کہ موضوعات ابن جوزی میں مسند احمد کی

مزید چودہ احادیث کو موضوع کہا گیا ہے مگر یہ درست نہیں۔امام سیوطیؒ نے اس ضمیمہ کا ایک اور ضمیمہ **القول الحسن فی الذب عن السنن** رکھا۔اس میں انہوں نے سنن اربعہ یعنی ترمذی، ابوداود، نسائی اور ابن ماجہ کی ایک سو بیس سے زائد احادیث نکالی ہیں جن کے بارے میں ابن جوزی نے موضوع ہونے کا فیصلہ صادر کیا ہے۔امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ ابن جوزی نے ان احادیث کو موضوع کہہ کر عجلت پسندی کا ثبوت دیا ہے۔

جب علمائے حدیث نے ابن جوزی کی کتاب کے نقد و تبصرہ میں سرگرمی کا اظہار کیا تو ان کی کتاب سے استفادہ میں آسانی ہو گئی۔ خصوصاحدیث کے ان طلبہ کے لئے بڑی سہولت پیدا ہو گئی جو ابن جوزی کی علمی بحثوں کو بڑے ذوق و شوق سے پڑھتے تھے(35)۔

ابن الجوزی کی دیگر دو کتابوں کے نام ہیں۔(1)**العلل المتناہیۃ فی االاحادیث الواھیۃ** (2)**کتاب القصاص والمذکرین**۔آپ کا سال وفات 597ھ بمطابق 1201م ہے(36)۔

4. اللالی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ

یہ جلال الدین عبد الرحمان بن ابی بکر السیوطیؒ متوفی 911ھ کی تصنیف ہے۔یہ ابن الجوزی کی کتاب کی تلخیص ہے۔ ابن الجوزی نے جن احادیث کو موضوع قرار دیا ہے امام سیوطی نے ان میں سے بعض پر شدید تنقید کی ہے۔امام سیوطی نے اس کتاب کا ضمیمہ بھی مرتب کیا تھا۔ابن الجوزی جن موضوع احادیث کو اپنی کتاب میں شامل نہ کر سکے سیوطی نے اس ضمیمہ میں ان احادیث کو جمع کیا ہے۔(37)

استاد محمد ابوزہو لکھتے ہیں اس کو موضوعات ابن الجوزی سے مختصر کیا گیا ہے۔اسانید کو حذف کر دیا ہے اور صرف اسی جگہ ذکر کیا ہے جہاں اس کی شدید ضرورت تھی۔حدیث کا متن نقل کرکے اس پر ابن الجوزی نے جو تنقید کی ہے وہ ذکر کرتے ہیں اور پھر اس پر نقد وجرح کرتے ہیں۔احادیث پر تبصرہ کرتے ہوئے حفاظ حدیث خصوصاحافظ ابن حجر کا تتبع کرتے ہیں۔یہ کتاب مصر سے شائع ہو چکی ہے(38)۔

ڈاکٹر صبحی صالح لکھتے ہیں امام سیوطیؒ نے موضوعات ابن جوزی کا خلاصہ تیار کیا ہے اور ان حفاظ حدیث کے اقوال نقل کیے جنہوں نے موضوعات ابن جوزی کی بعض احادیث پر تنقید کی تھی۔اس تلخیص کا نام انہوں نے اللالی المصنوعہ فی احادیث الموضوعہ تجویز کیا۔موضوعات ابن جوزی کی جن احادیث پر تنقید کی گئی تھی ان کو الگ جمع کیا اور اس کا نام ذیل اللالی المصنوعہ رکھا(39)۔

5. تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ

یہ ابوالحسن علی بن محمد کنانی متوفی 963ھ کی کتاب ہے۔ یہ کتاب موضوعات کی جامع ترین کتاب ہے(40)۔ ان کا لقب ابن عراق ہے(41)۔ یہ نہایت مفید اور جامع کتاب ہے۔ حافظ سیوطی کی اللالی المصنوعہ پر اضافہ واستدراک بھی کیا ہے۔ مصر میں 1378ھ میں دو جلدوں میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے(42)۔

6. تذکرۃ الموضوعات

یہ سر آمد محدثین ہند جمال الدین القتنی کی تالیف ہے جن کو ملک المحدثین بھی کہا جاتا ہے۔ آپ نے 963ھ میں شہادت پائی(43)۔

7. تذکرۃ الموضوعات

یہ محمد طاہر بن علی القتنی (پٹنی یعنی پٹنہ بھارت) کے رہنے والے ہیں، جن کی وفات 986ھ میں ہوئی۔ اس کتاب کے ساتھ ایک رسالہ قانون الاخبار الموضوعہ والرجال الضعفاء بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں وضاع اور ضعیف راویوں کا ذکر حروف تہجی کی ترتیب سے کیا گیا ہے(44)۔

ڈاکٹر مصطفی سباعی لکھتے ہیں:

> یہ مسکنا اور نسبا ہندی تھے اور مسلکا حنفی تھے۔ اس کتاب کا سبب تالیف وہ خود یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ چیز جس نے مجھے کتاب لکھنے پر مجبور کیا وہ امام صغانی کی موضوعات تھی جو شہروں میں شہرت کا درجہ پا گئی تھی۔ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ان کے سامنے ابن جوزی کی کتاب رہی اور میں اپنی عمر کی قسم کھاتا ہوں کہ امام جوزی نے احادیث پر موضوع کا حکم لگانے میں افراط سے کام لیا، حتی کہ بڑے بڑے علماء نے ان کا تعاقب کیا۔ جیسا کہ امام سیوطی فرماتے ہیں کہ ابن جوزی نے ضعیف بلکہ حسن اور صحیح احادیث کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔ حافظ ابن صلاح نے تنبیہ کی ہے اور (ابن جوزی کی درج کردہ) تین سو احادیث کو جدا کر کے فرمایا ہے کہ ان کا موضوعات میں درج کرنا صحیح نہیں ہے(45)۔

اس کتاب کے مقدمے میں تین مباحث ہیں۔ پہلی بحث اصطلاحات حدیث اور اس کی روایت کی شروط پر مشتمل ہے۔ دوسری بحث واضعین کی اقسام پر مشتمل ہے۔ تیسری بحث اور ان کتابوں کے بارے میں ہے جن کی احادیث موضوع ہیں۔ یہ کتاب ایک جلد پر مشتمل ہے۔ مصنف نے کتابوں کا نام ذکر کرنے کی بجائے رموز کا استعمال کیا ہے۔

8. الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ

یہ قاضی ابو عبداللہ محمد بن علی بن محمد شوکانی یمنی کی کتاب ہے۔ آپ 1173ھ میں پیدا ہوئے اور 1255 میں وفات پائی ۔ سلف کی کتابوں سے مصنف نے استفادہ کیا ہے، مگر بعض روایات کے وضع کے فیصلے میں تشدد سے کام لیا ہے ۔ مولانا عبدالحی لکھنوی نے اپنی کتاب "ظفر الامانی "میں اس پر نقد کیا ہے ۔ مصر سے یہ کتاب 1380ھ (1920ء) میں چھپ چکی ہے (46)۔

استاذ محمد ابوزہو مصری لکھتے ہیں

> اکثر کتب میں آپ کی تاریخ وفات 1250ھ، 1834م لکھی ہے۔ لیکن آپ نے اس کتاب میں ایسی احادیث کو بھی شامل کر دیا ہے جو موضوع نہیں بلکہ صحیح و حسن ہیں۔ اس میں ابن الجوزی اور ان کے ہمنوا سہل انگار علماء کی پیروی کی گئی ہے "(47)۔

9. تحذیر المسلمین من الاحادیث الموضوعۃ علی سید المرسلین

یہ محمد بشیر ظافر ابو عبداللہ مالکی ازہری متوفی 1325ھ کی کتاب ہے ۔ یہ کتاب ایک جلد میں تصنیف کی گئی ہے (48)۔ مولانا تقی الدین ندوی لکھتے ہیں:

> اس کتاب میں مصنف نے ان روایات کا ذکر کیا ہے جو لوگوں کی زبانوں پر مشہور ہو گئی ہیں۔ ان روایات کو حروف تہجی کی ترتیب سے جمع کیا گیا ہے۔ کتاب کے مقدمہ میں کتب موضوعات کا تعارف بھی کرایا گیا ہے۔ مصر میں 1321ھ (1903ء) میں شائع ہو چکی ہے (49)۔

10. الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ

یہ علی بن سلطان محمد قاری، حنفی (المعروف ملا علی قاری) متوفی 1014ھ بمطابق 1602م کی تصنیف ہے۔ آپ نور الدین علی بن سلطان محمد الھروی المکی الحنفی قاری کے نام سے پہچانے جاتے تھے ، کیونکہ وہ قراءت میں امام تھے۔ خراسان کے عظیم شہر ہرات میں پیدا ہوئے۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ چلے گئے اور اسی کو اپنا وطن بنا لیا۔ آپ کو اللہ تعالی نے ذہانت، راجح عقل، دقیق فہم، تدقیق و تنقیح پر ثابت قدمی کا عجب شغف عطا فرمایا تھا۔ آپ نے مختلف علوم پر 125 سے زائد کتابیں لکھیں۔ ان کتابوں میں عام فہم زبان استعمال کی گئی ہے (50)۔ یہ کتاب "الموضوعات الکبیر "اور "الموضوعات الکبری" کے ناموں سے بھی مشہور ہے۔

11. المصنوع فی معرفۃ الموضوع

اس کتاب کے مصنف بھی علی بن سلطان محمد قاری، حنفی (المعروف ملا علی قاری) متوفی 1014ھ بمطابق 1602م ہیں۔ یہ کتاب بھی موضوع احادیث سے متعلق ہے(51)۔

12. الھیئۃ السیئات فی تبیین احادیث الموضوعات

اس کتاب کے مصنف بھی علی بن سلطان محمد قاری، حنفی (المعروف ملا علی قاری) متوفی 1014ھ بمطابق 1602م ہیں۔ یہ کتاب بھی موضوع احادیث سے متعلق ہے(52)۔

13. رسالہ از امام صنعانی

اس رسالہ میں موصوف نے وہ تمام احادیث جمع کر دی ہیں جو ان کے زمانے میں واعظ اور قصہ گو عام طور سے بیان کیا کرتے تھے۔ اس کے آخر میں مشہور ترین، ضعیف اور متروک راویوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے(53)۔

14. اللولو المرصوع فی ما اصل لہ او باصلہ موضوع

یہ کتاب شیخ محمد بن ابی محاسن ازہری کی تصنیف ہے۔ آپ طرابلس میں پیدا ہوئے اور مصر میں 1305ھ میں وفات پائی۔ کتاب مذکور اور امام صنعانی کا سابق الذکر رسالہ مصر میں اکٹھے طبع ہوئے ہیں(54)۔

حواشی وحوالہ جات

(1) سراج الاسلام حنیف، ڈاکٹر، معرفت علوم حدیث،(مردان: دارالقرآن والسنہ 2007ء)ص:232

(2) عبد الرؤف ظفر، پروفیسر ڈاکٹر، التحدیث فی علوم الحدیث(لاہور: مکتبہ قدوسیہ،2000ء)ص:196

(3) محمد عجاج الخطیب، اصول الحدیث علومہ و مصطلحہ، ص:451 بحوالہ مجلہ البدر(لاہور: پنجاب یونیورسٹی،2003ء)ص:15

(4) حمید اللہ عبد القادر، ڈاکٹر، اصول حدیث(لاہور: مجید بک ڈپو، س ن)ص:60

(5) شبلی نعمانی، علامہ، سیرۃ النبی ﷺ (لاہور، الفیصل ناشران وتاجران کتب،1991ء)ج:1،ص:43

(6) صبحی صالح، ڈاکٹر، مترجم: غلام احمد حریری، علوم الحدیث(فیصل آباد: ملک سنز پبلشرز،1997)ص:337

(7) التحدیث فی علوم الحدیث ص:56؛ معرفت علوم حدیث، ص:68،69

(8) صحیح بخاری، کتاب العلم[۳]باب اثم من کذب علی النبی ﷺ[۳۹]حدیث

(9) حمید اللہ عبد القادر، ڈاکٹر، اصول حدیث، ص:60،61

(10) صبحی صالح، ڈاکٹر، مترجم: غلام احمد حریری، علوم الحدیث، ص:184

(11) حمید اللہ عبد القادر، ڈاکٹر، اصول حدیث، ص:61

(12) مصطفی سباعی، ڈاکٹر، مترجم غلام احمد حریری، حدیث رسولؐ کا تشریعی مقام(فیصل آباد: ملک سنز،1982ء)ص:123-129

(13) محمد ابو زہو، استاذ، تاریخ حدیث و محدثین(لاہور: مکتبہ رحمانیہ،2002ء)ص:606

(14) مصطفی سباعی، ڈاکٹر، مترجم غلام احمد حریری، حدیث رسولؐ کا تشریعی مقام، ص:129

(15) ایضاً، ص:139

(16) ایضاً، ص:140

(17) ایضاً، ص:142،143

(18) صبحی صالح، ڈاکٹر، مترجم: غلام احمد حریری، علوم الحدیث، ص:343

(19) مصطفی سباعی، ڈاکٹر، مترجم غلام احمد حریری، حدیث رسولؐ کا تشریعی مقام، ص:143

(20) ایضاً، ص:144

(21) صبحی صالح، ڈاکٹر، مترجم: غلام احمد حریری، علوم الحدیث، ص:338

(22) محمد ابو زہو، استاذ، تاریخ حدیث و محدثین، ص:608-612

(23) شبلی نعمانی، علامہ، سیرۃ النبی ﷺ، ج:1، ص:44،45

(24) محمد ابو زہو، استاذ، تاریخ حدیث و محدثین، ص:337

(25) مصطفی سباعی، ڈاکٹر، مترجم غلام احمد حریری، حدیث رسولؐ کا تشریعی مقام، اختصار ص: 147-170

(26) محمد ابو زہو، استاذ، تاریخ حدیث و محدثین، ص: 607، 608

(27) تقی الدین ندوی، مولانا، فن اسماء الرجال (فیصل آباد: ملک سنز، 2005ء) ص: 97

(28) مصطفی سباعی، ڈاکٹر، مترجم غلام احمد حریری، حدیث رسولؐ کا تشریعی مقام، ص: 200

(29) محمد ابو زہو، استاذ، تاریخ حدیث و محدثین، ص: 614

(30) سراج الاسلام حنیف، ڈاکٹر، معرفت علوم حدیث، ص: 258

(31) محمد ابو زہو، استاذ، تاریخ حدیث و محدثین، ص: 615

(32) مصطفی سباعی، ڈاکٹر، مترجم غلام احمد حریری، حدیث رسولؐ کا تشریعی مقام، ص: 199

(33) محمد ابو زہو، استاذ، تاریخ حدیث و محدثین، ص: 615

(34) محولہ بالا

(35) صبحی صالح، ڈاکٹر، مترجم: غلام احمد حریری، علوم الحدیث، ص: 347-349

(36) سراج الاسلام حنیف، ڈاکٹر، معرفت علوم حدیث، ص: 59

(37) مصطفی سباعی، ڈاکٹر، مترجم غلام احمد حریری، حدیث رسولؐ کا تشریعی مقام، ص: 200

(38) محمد ابو زہو، استاذ، تاریخ حدیث و محدثین، ص: 616

(39) صبحی صالح، ڈاکٹر، مترجم: غلام احمد حریری، علوم الحدیث، ص: 349

(40) محمد ابو زہو، استاذ، تاریخ حدیث و محدثین، ص: 616

(41) حمید اللہ عبد القادر، ڈاکٹر، اصول حدیث، ص: 63

(42) تقی الدین ندوی، مولانا، فن اسماء الرجال، ص: 99

(43) محمد ابو زہو، استاذ، تاریخ حدیث و محدثین، ص: 617

(44) مصطفی سباعی، ڈاکٹر، مترجم غلام احمد حریری، حدیث رسولؐ کا تشریعی مقام، ص: 200

(45) محمد طاہر بن علی الھندی، تذکرۃ الموضوعات (ملتان: کتب خانہ مجیدیہ، س ن) ص: 3

(46) تقی الدین ندوی، مولانا، فن اسماء الرجال، ص: 100

(47) محمد ابو زہو، استاذ، تاریخ حدیث و محدثین، ص: 617

(48) محولہ بالا

(49) تقی الدین ندوی، مولانا، فن اسماء الرجال، ص: 100

(50) علی بن سلطان محمد، تحقیق: ابو ھاجر محمد السعید بن بسیونی زغلول، الموضوعات الکبری (پشاور: دار السلام، 1404ھ) ص: 5-9

(51) سراج الاسلام حنیف،ڈاکٹر، معرفت علوم حدیث، ص:9

(52) محولہ بالا

(53) مصطفی سباعی،ڈاکٹر، مترجم غلام احمد حریری، حدیث رسولؐ کا تشریعی مقام، ص:200

(54) محولہ بالا